٩١/٢٤٦

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب حامداً ومصلياً

واضح رہے احکام روزہ وعیدین کا دارومدار رؤیت ہلال پر ہے۔جس جگہ چاند نظر آئے گا، وہاں کے باشندے اس پر مرتب ہونے والے احکام کے پابند ہونگے۔اور جہاں رؤیت ثابت نہ ہو، وہاں کے باشندے دوسرے ملک کے مطلع کے پابند نہیں ہونگے۔اور ہر علاقہ کا اپنا ایک مستقل مطلع ہوتا ہے، جسکی بنا پر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک علاقہ کے مطلع پر تو چاند نظر آجاتا ہے، مگر دوسرے علاقے کے مطلع پر چاند کے نمودار ہونے کے اثرات دور دور تک نظر نہیں آتے۔

اب رہی یہ بات کہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، یا نہیں؟ اس مسئلہ میں فقہاءِ امت، صحابہ وتابعین اور بعد کے علماء کے تین مسلک ہیں:

۱۔اختلاف مطالع کا ہر جگہ ہر حال میں اعتبار کیا جائے۔

۲۔کسی جگہ کسی حال میں اعتبار نہ کیا جائے۔

۳۔بلادِ بعیدہ میں اعتبار کیا جائے اور بلادِ قریبہ میں نہ کیا جائے۔یعنی اگر ایک جگہ شرعی طریقے پر چاند دیکھا گیا، تو دوسرے قریب والے ممالک کے لوگوں پر بھی اس رؤیت کی وجہ سے مرتب ہونے والے احکام لازم ہوں گے، البتہ جو بلادِ بعیدہ ہیں تو ظاہرِ مذہب کے مطابق وہاں بھی اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں، (جیسا کہ شامی، عالمگیری، اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں مذکور ہے) بلکہ اگر مشرق والوں نے چاند دیکھ لیا تو مغرب والوں پر بھی اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔اسی طرح اگر مغرب والوں نے چاند دیکھ لیا تو مشرق والوں پر بھی اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔لیکن بلادِ بعیدہ میں متأخرین علماءِ احناف کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔اس لئے کہ بلادِ قریبہ میں مطلع کا معمولی فرق ہوتا ہے، جبکہ بلادِ بعیدہ میں زیادہ، اسی قول کو "علامہ زیلعیؒ" اور "صاحب بدائعؒ" نے ترجیح دی ہے۔چنانچہ علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں۔

والأشبه أن يعتبر؛ أن كل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار حتىٰ إذا زالت الشمس في المشرق لا يلزم منه أن تزول في المغرب.

(تبيين الحقائق، كتاب الصوم: ١٦٥/٢ عباس احمد الباز، مكة المكرمة)

اور صاحب بدائع حضرت علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فأما إذا كانت بعيدة فلا يلزم أحد البلدين حكم الأخر، لأن مطالع البلد عند المسافة الفاحشة تختلف، يعتبر في أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الأخر.

(بدائع الصنائع، كتاب الصوم، إثبات الأهلة: ٢٢٤/٢، ٢٢٥ دار إحياء التراث العربي)

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جسمیں انہوں نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے، اور آخر میں فرمایا ہے، کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا۔

أخبرني كريب أن أم الفضل بنت الحارث بعثته إلى معاوية بالشام: فقضيت حاجتها واستهل علّيَ هلال رمضان وأنا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم ذكر الهلال، فقال متىٰ رأيتم الهلال؟ فقلت: رأيناه ليلة الجمعة، فقال: أنت رأيته ليلة الجمعة، فقلت راٰه الناس وصاموا وصام معاوية فقال: لكن رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتىٰ نكمل ثلثين يوماً أو

Scanned by CamScanner

(سنن الترمذي، كتاب الصوم، باب ما جاء لكل أهل بلد رؤيتهم: ١٤٨/١، ايچ.ايم. سعيد)

اس کے علاوہ "فتاوی تاتار خانیہ" میں "ظہیریہ" کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول منقول ہے کہ ہر علاقے کے باشندوں کے لئے انہی کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"وفي الظهيرية: عن ابن عباس أنه يعتبر في حق كل بلد رؤية أهلها"

اس کے بعد صاحب قدوریؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وفي القدوري: (إذا كان بين البلدتين تفاوت لايختلف المطالع لزم حكم أهل أحد البلدتين البلدة الأخرى وأما إذا كان تفاوت يختلف المطالع) لم يلزم حكم أهل أحد البلدتين البلدة الأخرى"

(فتاوى التاتارخانية، كتاب الصوم، رؤية هلال: ٣٥٥/٢، إدارة القرآن)

اس کے علاوہ اگر اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے، تو اس سے حرج عظیم لازم آتا ہے، بالخصوص دور دراز علاقوں میں، وہ اس طرح کہ وہاں مطلع مختلف ہونے کی بنا پر کبھی کبھی دو دن قبل چاند نظر آتا ہے تو اگر اس کا اعتبار کیا جائے اور دوسرے علاقوں کو اس کے رؤیت کا تابع کیا جائے تو مہینہ ۲۸ کا رہ جائے گا، جو کہ نص کے خلاف ہے اور درست نہیں، اس لئے کہ قرآن وحدیث میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ ۲۹ دن سے کم اور ۳۰ دن سے زائد نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ "فتح الملهم" میں فرماتے ہیں:

"قال الزيلعي: الأشبه أنه يعتبر، وهو مختار صاحب التجريد وغيره من المشائخ.........

فقيل: بالأول: لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم كما في أوقات الصلاة و أيده في الدر بعدم وجوب العشاء والوتر على فاقد وقتهما...........

نعم! ينبغي أن يعتبر اختلافها إن لزمه منه التفاوت بين البلدتين بأكثر من يوم واحد لأن النصوص مصرّحة بكون الشهر تسعة وعشرين أوثلاثين فلا تقبل الشهادة ولا يعمل بها فيما دون أقل العدد ولا في أزيد من أكثره..........."

(فتح الملهم، كتاب الصوم، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم......: ١١٣/٣، المكتبة الرشيدية كراتشي)

اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے استاد محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ بھی اس کی ترجیح کے قائل تھے، اور استاد محترم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ نے ''فتح الملهم شرح مسلم'' میں اسی آخری قول کی ترجیح کے لئے ایک ایسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے، کہ اس پر نظر کرنے کے بعد اس قول کی ترجیح واضح ہو جاتی ہے، خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ مشرق ومغرب کے فاصلے چند گھنٹوں میں طے ہو رہے ہیں۔

''وہ یہ ہے کہ قرآن وسنت میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ انتیس دن سے کم اور تیس دن سے زائد نہیں ہوتا بلادِ بعیدہ اور مشرق ومغرب کے فاصلوں میں اگر اختلاف مطالع مطلقاً نظر انداز کر دیا جائے تو اس نص قطعی کے خلاف یہ لازم آجائے گا کہ کسی شہر میں اٹھائیس کو بعید ملک سے اسکی شہادت پہنچ جائے کہ آج

Scanned by CamScanner

وہاں چاند دیکھ لیا گیا ہے، تو اگر اس شہر کو دوسرے کے تابع کیا جائے تو مہینہ اٹھائیس کا رہ جائے گا، اسی طرح اگر کسی شہر میں رمضان کی تیس تاریخ کو کسی بعید ملک کے متعلق بذریعہ شہادت یہ ثابت ہو جائے کہ آج وہاں ۲۹ تاریخ ہے اور اگر چاند نظر آیا تو کل وہاں روزہ ہوگا، اور اتفاقاً چاند نظر نہ آیا تو ان کو اکتیس روزے رکھنے پڑیں گے اور مہینہ اکتیس کا قرار دینا پڑے گا، جو کہ نص قطعی کے خلاف ہے اس لئے ناگزیر ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے.......

احقر (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) کا گمان یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے ائمہ جنہوں نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے، اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جن بلاد میں مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے وہاں ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچنا ان حضرات کے لئے محض ایک فرضی قضیہ اور تخیل سے زائد کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا، اور ایسے فرضی قضایا سے احکام پر اثر نہیں پڑتا، نادر کو بحکم معدوم قرار دینا فقہاءؒ میں معروف ہے اس لئے اختلاف مطالع کو غیر معتبر فرمایا۔

لیکن آج کل تو ہوائی جہازوں نے ساری دنیا کے مشرق ومغرب کو ایک کر ڈالا ہے ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچنا قضیہ فرضیہ نہیں، بلکہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں اگر مشرق کی شہادت مغرب میں اور مغرب کی مشرق میں حجت مانی جائے تو کسی جگہ مہینہ اٹھائیس دن کا کسی جگہ اکتیس دن کا ہونا لازم آجائے گا، اس لئے ایسے بلاد بعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا ہی ناگزیر اور مسلک حنفیہ کے عین مطابق ہوگا۔''

(رؤیت ہلال، اختلاف مطالع، ۵۸۔۶۱، ادارۃ المعارف کراچی)

متاخرین کے نزدیک چونکہ اختلاف مطالع کا اعتبار ہے، اور اسی پر تعامل ہے۔ چونکہ پاکستان اور سعودی عرب کے مطالع میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے، اس لئے پاکستان میں رہنے والوں کیلئے پاکستان کے مطلع کے اعتبار سے روزہ رکھنا اور عید کرنا ضروری ہے، یعنی جب تک پاکستان والے چاند نہیں دیکھیں گے تب تک ان کے لئے سعودی عرب کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھنا صحیح نہیں، اس لئے کہ سعودی عرب والوں کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا پاکستان والوں کے لئے حجت نہیں۔

اعلم أن نفس اختلاف المطالع لانزاع فيه............وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنىٰ أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحداً العمل بمطلع غيره، أم لا يعتبر اختلافها؟ بل يجب العمل بالأسبق رؤية.............فقيل بالأول، واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض............

تنبيه: يفهم من كلامهم في كتاب الحج أن اختلاف المطالع فيه معتبر، فلا يلزم شئی لو ظهر أنه رؤي في بلدة أخرىٰ قبلهم بيوم، وهل يقال كذلك في حق الأضحيه لغير الحجاج ؟لم أره، والظاهر نعم..........فالظاهر أنها كأوقات الصلاة يلزم كل قوم العمل بما عندهم.

(شامي، كتاب الصوم، مطلب: في اختلاف المطالع: ٤١٨/٣، ٤١٩، دار المعرفة)

قيل يعتبر، فلا يلزمهم برؤية غيرهم إذا اختلف المطلع وهو الأشبه، كذا في التبيين.

Scanned by CamScanner

(البحر الرائق، كتاب الصوم: ٢/ ٤٧١، دار الكتب العلمية)

قوله: قيل يختلف ثبوته باختلاف المطالع اختاره صاحب التجريد وغيره كما إذا زالت الشمس عند قوم وغربت عند غيرهم فالظهر على الأولين لا المغرب لعدم انعقاد السبب في حقهم.

(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ٦٥٦، دار الكتب العلمية)

وقيل: يعتبر اختلاف المطالع في البلاد البعيدة، قال الزيلعي شارح "الكنز" وهو الأشبه، وهو الذي اختاره القدوري في "التجريد" وبه قال الجرجاني.

قال الشيخ: وهذا هو الصواب، ولا بد من تسليم قول الزيلعي وإلا لزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين، والثامن والعشرين، أو الحادي والثلاثين، والثاني والثلاثين إذا كان بين البلدتين مسافة بعيدة، كالهند والقسطنطينية، فربما يتقدم طلوع الهلال في بلاد القسطنطينية يومين..................

(معارف السنن، أبواب الصوم عن رسول الله ﷺ، مسألة اختلاف المطالع وتحقيق عدم عبرتها: ٥/ ٣٣٧ـ سعيد) فقط.

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

كتبه: إكرام الله سواتي غفر له

المتخصّص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٣/ ٠٩/ ١٤٣١هج

١٤/ ٠٨/ ٢٠١٠م

الجواب صحيح

الجواب صحيح

٦/ ٩/ ١٤٣١هـ

٦/ ٩/ ٣١هـ